OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

جدید مغربی فلسفوں پر محمد رفیع الدین کا نقد: "قرآن اور علم جدید" کا اختصاصی مطالعہ

Muhammad Rafi-ud-Dīn's Critique of Modern Western Philosophy: A Study of "*Quran aur 'Ilm-i-Jadīd*"

Dr. Mohammad Tayyab Khan

Lecturer, Department of Quran & Tafsīr, Faculy of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad

Dr. Hafiz Muhammad Arshad Iqbal

Assistant Professor, *Department of Quran & Tafsīr, Faculy of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad*

Dr. Anwarullah

Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara

Abstract

This paper aims to investigate the critique of *Dr. Muhammad Rafi-ud-Dīn* (1904-1969), a prominent Muslim theorist and philosopher of subcontinent, on modern Western philosophies in his "*Quran aur 'Ilm-i-Jadīd*". The referred book contains very useful discussions on six modern Western theories that are: the theory of evolution by Charles Darwin, theory of Instinct by William McDougall, the theory of Unconscious/ID (Sexuality) by Sigmund Freud, the theory of Unconscious/ID (Love of Superiority) by Alfred W. Adler, Socialism by Karl Marx and Nationalism by Machiavelli. The research focuses *Muhammad Rafi-ud-Dīn's* general impression regarding under discussion Western philosophies, his method to deal with their challenge and his relevant arguments from the Quran. It finds that Muhammad *Rafi-ud-Dīn's* study was in fact an attempt to restore the attractiveness and appeal of *Qur'ānic* thought, which had become blurred by modern philosophical ideas. To him, these

CC BY

modern philosophical and scientific theories are not invalid in all respects rather their some aspects are in accordance with *Qur'ānic* concepts.

Keywords: *Muhammad Rafi-ud-Dīn,* Western thoughts, critique

تمہید

عصرِ حاضر کے مسلم اہلِ علم نے اپنے مطالعات و تحقیقات میں دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ جدید مغربی فلسفوں کا بھی جائزہ لیا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین (1904ء-1969ء)[1] کا مطالعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے بڑی گہرائی کے ساتھ اپنی مختلف تحقیقات میں ان فلسفوں کا مطالعہ کر کے ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں کی نشان دہی کی ہے۔ اس حوالے سے ان کی کتاب "قرآن اور علمِ جدید"[2] بہت مفید مباحث پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ بحث ہے کہ جدید مغربی فلسفے کس طرح اسلام کے لیے چیلنج ہیں؟ اب تک مسلمانوں کا ان نظریات کی بابت رویہ کیا رہا ہے؟ ان نظریات میں خرابی کی بنیاد کیا ہے اور ان سے نپٹنے کا طریق کار کیا؟ ان کے رد کا منبع و مصدر مسلمانوں کے پاس کیا ہے؟ حقائق قرآنی، کائنات اور علم کے طبقات کیا ہیں؟ پھر نبوت کا تصور کائنات کیا ہے؟ نبوت اور قرآن کا فلسفے اور حکمت سے کیا تعلق ہے؟ اس مضمون میں ہمارے پیش نظر ڈاکٹر رفیع الدین کی اسی کتاب میں پیش کیے گئے چھے مغربی فلاسفہ اور ان کے فلسفیانہ نظریات پر ان کے نقد کا مطالعہ ہے۔ اس حوالے سے سب سے پہلے ان چھے فلسفوں اور ان کے چیلنج سے نپٹنے سے متعلق ڈاکٹر رفیع الدین کے عمومی تاثر کا تذکرہ کیا گیا ہے، پھر ڈاکٹر رفیع الدین کی مذکورہ کتاب میں ان پر نقد اور قرآن سے ان کے استدلال کا ذکر کیا گیا ہے؛ ان فلسفوں میں ڈاکٹر رفیع الدین کے نقطۂ نظر سے پائے جانے والے اسلام کے موافق اور مخالف پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے؛ ان آیات کا حوالہ دیا گیا ہے، جو انھوں نے بطور استشہاد پیش کی ہیں اور آخر میں خلاصۂ بحث پیش کیا گیا ہے۔

چھے مغربی فلسفیانہ نظریات

ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے جن چھے مغربی فلسفیانہ نظریات کو اپنی بحث کا موضوع بنایا ہے، ان میں چارلس ڈارون[3] Charles Darwin(1809ء- 1882ء) کا نظریہ ارتقاء (Theory of Evolution)، ولیم میکڈوگل[4] William McDougall(1871ء-1938ء) کا نظریۂ جبلت(Theory of Instinct)، سگمنڈ فرائیڈ[5] Sigmund Freud (1856ء- 1939ء) کا نظریۂ لاشعور(جنسیت) (Theory of Unconscious/ID(Sexuality)، الفرڈ ایڈلر[6] (Alfred W. Adler)(1870ء- 1937ء) کا نظریۂ لاشعور(حب تفوق)(Theory of Unconscious/ID(Love of Superiority)، کارل مارکس[7] (Karl Marx) (1818ء- 1883ء) کا نظریہ سوشلزم (Socialism)، نکولو میکاولی[8] (Niccolò di Bernardo dei Machiavelli)(1469ء-1527ء) کا نظریہ نیشنلزم شامل ہیں۔

ان کے مطابق کوئی وقت تھا کہ کفر براہ راست اسلام کے مقابلے میں آتا تھا، لیکن اب علم و عقل کے ذریعے اسلام کو حریف سمجھے بغیر خاموشی سے اسلام پر حملہ آور ہوتا اور علمی تحقیق اور عقلی استدلال کی بنیاد پر انسان اور کائنات کی ایسی تشریح کی کہ جس میں خدا، رسالت اور دین کے لیے کوئی گنجایش نہیں رہتی۔[9] باطل مذہب جب اسلام کی مخالفت کرتا تھا، تو ہم غیرت دینی

کے جوش کے ساتھ بلاخوف وتردد، مکمل یقین کے ساتھ اس کا رد کرتے تھے لیکن باطل فلسفہ جب اسلام کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے رد اور اسلام کے دفاع میں نہ صرف ہمارا جذبہ کمزور پڑ جاتا ہے، بلکہ ہم بے علمی کی بنیاد پر اس کے دام فریب میں پھنس کر اسے اپنا علم، زیرکی اور عقل کا نام دیتے ہیں۔[10] ان مغربی فلسفوں کے مدمقابل مسلمانوں کا رویہ یا تو ناراضی والا رہا یا ان فلسفیانہ نظریات سے نابلد ہونے کی بنا پر انھیں درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا یا کچھ لوگ معجزے کے انتظار میں رہے یا ان کے رد کی کوشش تو کی گئی مگر لاحاصل رہی یا انھیں مکمل غیر اسلامی سمجھ کر مکمل رد کیا گیا۔[11] ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے مطابق مغرب کے باطل تصورات کی جڑ، ان کا محفوظ قلعہ یا ان کے اثر کا منبع ان کا علمی اور عقلی معیار ہے۔[12] جس طرح باطل فلسفیانہ نظریات خواص سے عوام کی طرف منتقل ہوتے اور اثر اور نفوذ پیدا کرتے ہیں اسی طرح ان کے رد اور اسلام کے عالمگیر انقلاب کے لیے ضروری ہے کہ اہل علم وفضل ان باطل فلسفوں اور انقلابات کا جواب دیں۔[13]

ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے آیت قرآنی: بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ۔[14] "بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں اور حق باطل کو کچل دیتا ہے اور باطل ناگہاں مٹ جاتا ہے"[15]، نقل کرتے ہوئے مذکورہ بالا چھے فلسفیانہ نظریات کی قرآنی حقائق کے ساتھ مطابقت، مخالفت کی کمیت و کیفیت کو قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ ان فلسفیانہ نظریات کی تطہیر و تصحیح کے ساتھ ساتھ انھوں نے ان کا متبادل بھی پیش کیا ہے۔

ڈارون کا نظریہ ارتقا

نظریہ ارتقا، حقیقت ارتقا، سبب ارتقا اور قرآنی نظریۂ ارتقا کے عناوین کے تحت ڈارون کے نظریہ ارتقا کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس نظریہ کی تایید و مخالفت میں "قرآن اور علم جدید" میں مکرر آیات کو شامل کر کے ایک سو تیرہ آیات سے استدلال کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین کے مطابق یہ نظریہ باقی تمام فلسفیانہ نظریات پر حاوی ہے، کیونکہ اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ جس طرح جسم انسانی ارتقا کے مراحل طے کر کے یہاں پہنچا، اسی طرح نفس یا روح، مادہ ہی کی ایک صورت اور اسی کی نشوو ارتقاء کا ایک نتیجہ ہے۔[16]

ڈارون کے نظریہ ارتقا کے دو حصے

ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے مطابق نظریہ ارتقا کے دو حصے ہیں: حقیقت ارتقا اور سببِ ارتقا۔ حقیقت ارتقا یہ ہے کہ ارتقا فی الواقع ہوا ہے اور زندگی کی اعلیٰ حالتیں، ادنیٰ حالتوں سے متواتر ہوتی رہتی ہیں اور سبب ارتقا یہ کہ ارتقا کا سبب قدرت کی بے مقصد کارروائیاں ہیں جنھیں ڈارون کشمکشِ حیات، قدرتی انتخاب اور بقائے اصلح کا نام دیتا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین کا کہنا ہے کہ نظریۂ ارتقا کے یہ دونوں حصے لازم وملزوم نہیں ہیں، ایسا نہیں ہے کہ اگر پہلا حصہ درست ہو تو دوسرا بھی درست ہو۔[17]

ڈارون کے نظریہ ارتقا میں قرآنی حقیقت کے موافق بات

ڈاکٹر رفیع الدین کے مطابق ڈارون کے نظریہ ارتقا کا پہلا حصہ قرآنی حقائق کے مطابق ہے۔ یہ کوئی نئی بات ڈارون نے نہیں پیش کی ہے بلکہ اس حقیقت کو قرآن نے پہلے ہی بیان کیا ہے۔ نفس ارتقا کو انھوں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: 1۔ مادی اور حیاتیاتی ارتقا 2۔ نفسیاتی اور روحانی ارتقا۔

1۔ مادی اور حیاتیاتی ارتقا

مادی اور حیاتیاتی ارتقا کے ثبوت کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین نے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رَبِّ الْعَالَمِينَ[18] وغیرہ میں اللہ کے رب ہونے کا ذکر ہے اور ربوبیت کا معنی ہے کسی چیز کو ادنیٰ حالت سے ترقی دے کر اعلیٰ حالت تک پہنچانا۔ اور ارتقا کا معنیٰ بھی یہی ہے کہ کوئی چیز ادنیٰ حالت سے ترقی کر کے اعلیٰ حالت تک پہنچے۔ اس طرح ارتقا خدا کی ربوبیت کا نتیجہ ہے۔[19] اسی طرح انھوں نے آیات قرآنی مثلاً يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ[20]، وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ[21]، هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَذْكُورًا o إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا[22]، هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ[23]، مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۔۔۔ وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا[24] وغیرہ[25] کو حیاتیاتی ارتقا کے ثبوت کے طور پر پیش کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق اور ربوبیت لازم وملزوم ہیں، اس لیے انسان کی تخلیق میں بھی ارتقا پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سمندروں کے کنارے خمیر والے (مَسْنُونٍ) کیچڑ میں جو کبھی سوکھ کر کھنکھنہ (صَلْصَالٍ) ہو جاتا تھا اور بار بار سوکھنے اور تر ہونے سے سیاہ (حَمَإٍ) ہو گیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کی تخلیق کا آغاز مٹی سے کیا بَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ۔ سب سے پہلے جسد انسانی ایک خلیہ کے جاندار ابیا یعنی لوتھڑے کی صورت میں تھا، جیسے فرمایا: خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ[26] پھر تدریجاً اس لوتھڑے (ابیا) کا جسم ترقی کرنے لگا وَاللَّهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا۔[27] ابتداء میں لوتھڑا (ابیا) دو حصوں میں تقسیم تھا اور یہ دونوں حصے ایک جاندار کی حیثیت سے بڑھنے لگتے اور ان میں سے ایک حصہ نر اور دوسرا مادہ تھا، یعنی ایک ہی جاندار نر بھی تھا اور مادہ بھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس جسم انسانی سے اس کی مادہ علیحدہ تخلیق کر لی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔[28]

روحانی ارتقا

مادی اور حیاتیاتی ارتقا کے بعد ڈاخے رفیع الدین نے انسانی شعور، نفسیات اور روحانیت کے ارتقا کو قرآنی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے فَلَا أُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۔ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۔ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۔ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔[29] اور اس مضمون کی دیگر آیات[30] کا حوالہ دیا ہے۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بشر کے قلب میں اخلاق اور روحانیت کی دھندلی سی روشنی جو پہلے انبیا کی تعلیم کے اثرات کا بقیہ ہے، شفق کی طرح چمک رہی ہے، پر اس دھندلکے میں اسے اپنی راہ نظر نہیں آتی۔ لیکن رفتہ رفتہ انسان کے دل کی اس روشنی میں اضافہ ہوتا جائے گا، کیونکہ انسان خدا کی ہدایت کے منشا اور اپنی فطرت کے تقاضے کے قریب آتا جائے گا۔ یہاں تک کہ انسان اپنے روحانی کمال تک پہنچ جائے گا۔ اور اس کا روحانی کمال مقدرات میں سے ہے، جیسے چاند کے لیے مقدر ہو چکا کہ وہ رفتہ رفتہ ترقی کر کے اپنے کمال کو پہنچے اسی طرح اِس راستہ یا منزل سے گریز ممکن نہیں۔[31]

ڈارون کے نظریہ ارتقاء میں خلاف قرآن پہلو

ڈارون کے نظریہ ارتقا کا پہلا حصہ تو بموجب قرآن درست ہے، لیکن اس کا دوسرا حصہ یعنی سبب ارتقا درست نہیں۔ ڈارون کے نزدیک سبب ارتقا کسی تعمیری عمل کا نتیجہ نہیں، بلکہ تخریبی عمل یعنی باہمی قدرتی جنگ، قحط اور اموات کا نتیجہ ہے۔ لیکن قرآن کے مطابق اس ارتقا کا مقصد انسان کو خود شعور بنانا تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ۔ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۔ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ۔[32] اس ضمن میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے اپنی

تایید میں ڈارون سے اختلاف کرنے والے بہت سے دوسرے سائنس دانوں کے حوالے نقل کیے ہیں۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جاندار کے جسم کا مخفی پلین یا مقصد یا مدعا اُسی شعورِ عالم کا پلین یا مقصد یا مدعا ہے اور یہ پلین صرف جاندار کے جسم کے اندر ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کے اندر کام کر رہا ہے، اور کائنات کا ارتقا اسی کے مطابق ہو رہا ہے۔[33]

میکڈوگل کا نظریۂ جبلت: قرآن کے موافق و مخالف پہلو

ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے میکڈوگل کے نظریہ جبلت کے بھی مثبت و منفی دونوں پہلو کی نشان دہی کی ہے اور اس کے متبادل قرآنی فکر پیش کی ہے::

نظریہ جبلت میں قرآن مجید کے موافق پہلو

1۔ ایک حیوان کے سارے افعال جبلتوں کے ماتحت سرزد ہوتے ہیں۔2۔ جبلت عمل کا ایک خاص اندرونی حیاتیاتی دباؤ ہے جس کے لیے حیوان کے نظامِ عصبی یا دماغ میں خاص مراکز موجود ہوتے ہیں۔3۔ ہر جبلت کی قدرتی فعلیت ایک خاص اندرونی یا بیرونی تحریک (Stimulus) کے ماتحت ایک خاص مدعا کے ساتھ اور ایک خاص قسم کی جذباتی کیفیت یا عاطفہ (Emotion) کی ہمراہی میں شروع ہوتی ہے، اور جب تک مدعا حاصل نہیں ہو جاتا، برابر جاری رہتی ہے۔4۔ جبلتوں کے عمل کی قدرتی غرض یہ ہے کہ فردِ حیوانی کی زندگی اور نسل باقی رہے۔5۔ انسان کے اندر وہی جبلتوں ہیں جو اُس سے نچلے درجہ کے حیوانات میں موجود ہیں کیونکہ جہاں تک بقائے حیات اور نسل کا تعلق ہے، انسان کی ضروریات بالکل وہی ہیں جو حیوان کی ضروریات ہیں۔[34]

نظریہ جبلت میں قرآن مجید کے مخالف پہلو

نظریہ جبلت میں میکڈوگل کا یہ موقف کہ انسان کی ساری فطرت اُس کی حیوانی جبلتوں پر مشتمل ہے، یا اس کے اعمال کا ماخذ و منبع اس کی حیوانی جبلتیں ہیں، کے رد میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے انسان اور حیوان کے درمیان نو(9) امتیازات کے علاوہ اس پہلو پر وارد ہونے والے کچھ اعتراضات بھی نقل کیے ہیں۔[35] فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔[36] وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔[37] وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا۔[38] ایسی آیات سے ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے استدلال کیا ہے کہ انسان کے اعمال کا اصل محرک اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، جو اس کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہے، اور یہ فطرت عبادت کے لیے ہی بنائی گئی ہے۔ تو میکڈوگل کا یہ نظریہ کہ حیوانی جبلتیں ہی انسانی اعمال کی قوت محرکہ ہے درست نہیں۔

فرائیڈ کا نظریہ لاشعور (جنسیت) میں قرآن مجید کے موافق و مخالف پہلو

فرائیڈ کے نظریہ لاشعور (جنسیت) کے قرآن مجید کے موافق و مخالف جن پہلوؤں کو ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے بیان کیا ہے، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

موافق پہلو

انسان کے تمام اعمال کا سرچشمہ جذبۂ محبت ہے۔ یہ جذبہ لاشعوری ہے، کیونکہ انسان اسے جاننے یا سمجھنے کے بغیر بھی اس کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ بچپن میں ہمارا جذبۂ لاشعور والدین، استادوں اور بزرگوں کی محبت میں اور اس کے بعد

آدرشوں(Ideals) کی محبت میں اپنا اظہار پاتا ہے۔ یہ آئیڈیلز ارتقا کرتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ کامل ہوتے جاتے ہیں۔ جوں جوں وہ ارتقا کرتے ہیں وہ صفات مجردہ(Abstract Qualities) پر مشتمل ہوتے جاتے ہیں۔ نفسِ انسانی کے تین وظائف ہیں، جو اس کے تین حصوں کے سپرد ہیں۔ اور یہ تین حصے: لاشعور(ID)[39]، شعور(Ego) اور فوق الشعور(Super Ego) ہیں۔ انسان اپنے جذبۂ لاشعور کو اپنی ذہنی صحت کو نقصان پہنچائے بغیر دبا نہیں سکتا۔ مذہب کی پیروی، اصولِ اخلاق کا تتبع، علم کی جستجو اور ہنر کا انہماک ایسی سرگرمیاں ہیں، جو مایوس یا ناکام جذبۂ لاشعور کو تسکین دیتی ہیں اور انسان کو ان ذہنی امراض سے بچاتی ہیں جو اس جذبہ کو روکنے سے اسے لاحق ہوتی ہیں۔ ہر کام جو انسان بچپن سے لے کر مرتے دم تک کرتا ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا معمولی ہو یا غیر معمولی، نفسِ انسانی میں اس طرح سے نقش ہو جاتا ہے کہ پھر کبھی نہیں مٹتا، خواہ اسے انسان بالکل بھول جائے اور یاد دلانے سے بھی یاد نہ کر سکے۔

مخالف پہلو

اس نظریے کے تمام پہلو کسی نہ کسی طرح قرآنی حقائق کے موافق نظر آتے ہیں، لیکن ان تمام نکات میں صرف ان کی روح قرآنی حقائق کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ انسانی افعال کا محرک جذبۂ محبت یعنی جنسیت ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ انسان کے لاشعوری جذبہ کی نوعیت، جنسی محبت ہے اور جنسی خواہشات کی غیر محدود آسودگی سے مطمئن ہوتا ہے۔ دوسرے مقام پر جہاں انھوں نے فرائیڈ کے نظریات میں پائی جانے والی ایک غلطی کے اثرات کو بیان کیا وہاں اس کے کام کی اہمیت کو بھی بیان کیا چنانچہ وہ فرماتے ہیں:"

> اگر یہ سمجھا جائے کہ مجموعی طور پر فرائیڈ کے نظریہ نے فطرتِ انسانی کے متعلق ہمارے علم میں ایک گراں قدر اضافہ کیا ہے اور اس علم کی آیندہ دوررس ترقیوں کے لیے راستہ صاف کر دیا ہے، تو بالکل بجا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس وقت فرائیڈ کی بنیادی غلطی کی وجہ سے دنیا بھر میں لوگ اس نظریہ کو فطرتِ انسانی کے صحیح تقاضوں کو بروئے کار لانے اور پورا کرنے کی بجائے انھیں دبانے اور روکنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس وقت اس نظریہ کی وجہ سے زہد و تقدس کی بجائے معصیت اور فحاشت کو ترقی ہو رہی ہے۔[40]

قرانی دلائل

اس نظریہ کی تائید یا مخالفت میں اڑتیس(38) آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ[41]، وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُون [42]، وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ[43]، وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ[44]، مَالِ هَذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ [45] وغیرہ سے استدلال کیا ہے کہ انسان کے تمام اعمال کا محرک ایک زبردست جذبۂ محبت ہے جو حقیقت میں خدا کی محبت ہے نہ کہ جنسی محبت، اور جذبہ لاشعور کو تسکین ذکرِ الٰہی جس کا اظہار مذہب کی پیروی، اصول اخلاق کے تتبع اور علم کی جستجو میں ہوتا ہے تو گویا یہ حسن یعنی خدا کی جستجو ہے، اور جو کچھ بھی انسان نے کرنا ہے وہ بچپن سے پتھر پر لکیر کی طرح نقش ہے۔[46]

ایڈلر کا نظریہ لاشعور (حبِ تفوق)

نظریے کے قرآن مجید سے موافق اور مخالف پہلو ڈاکٹر رفیع الدین کے مطابق وہی ہیں جو فرائیڈ کے نظریہ لاشعور (جنسیت) کے حوالے سے ہیں۔ ایڈلر نے فرائیڈ سے صرف لاشعور کی نوعیت میں اختلاف کیا ہے۔ فرائیڈ کے ہاں لاشعور کی نوعیت جنسی ہے، جب کہ ایڈلر کے نزدیک لاشعور کی نوعیت حبِ تفوق یا برتری کی طلب ہے۔ اس کے نزدیک انسان کی ساری زندگی کی تگ و دو کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو دوسروں پر غالب کرے۔ گویا اگر فرایڈ انسان کو مغلوب الشہوات حیوان قرار دیتا ہے، تو ایڈلر اُسے شیطان سمجھتا ہے، جسے دوسروں کو مغلوب اور مقہور کرنے کا ایک لاعلاج مرض لاحق ہے۔[47] وہ نظریۂ لاشعور کی نوعیت حبِ تفوق کو بھی حسن کی تلاش قرار دیتے ہیں، جو کہ دراصل خدا کی صفات غالب اور قہار ہے۔[48]

مارکس کا نظریہ سوشلزم

مارکس کا نظریہ سوشلزم قرآن مجید کے حقائق سے کس قدر مطابقت رکھتا اور کس قدر موافقت رکھتا ہے؟ اس ضمن میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے قرآن مجید کی اڑتالیس (48) آیات اور پچیس (25) احادیث اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کی ہیں:

موافق پہلو

نظریہ سوشلزم کے دو نکات ایسے ہیں جو قرآنی حقائق کے موافق ہیں یہ دو نکات مندرجہ ذیل ہیں: 1۔ ارتقا۔2۔ اقتصادی مساوات۔

1۔ **ارتقا:** انسان کے وجود میں آنے کے بعد بھی ارتقاجاری ہے اور انسانی سماج ایک خاص منزلِ مقصود کی طرف ترقی کر رہاہے۔ مارکس کے نزدیک انسانی مرحلہ میں ارتقا کی منزلِ مقصود سوشلزم کی عالمگیر کامیابی اور توسیع ہے۔ لیکن قرآن کے نقطۂ نظر سے ارتقا کی منزلِ مقصود انسانی سماج کی وہ حالت ہے جب تمام نظریات مٹ جائیں گے اور صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔ یہ ارتقاء عمومی ارتقا کا ہی ایک جزو ہے۔ یہ ارتقا اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک کائنات کمال کو نہیں پہنچ جاتی۔ کائنات کا کمال نوعِ بشر کا کمال ہے۔ لہٰذا جب تک انسان کمال کو نہیں پہنچ جاتا وہ برابر ایک حالت سے دوسری بلند تر حالت میں قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھتا رہے گا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر رفیع الدین نے لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍo فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ[49]، هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ[50] وغیرہ سے استدلال کیا ہے۔ اس حوالے سے انھوں نے دو احادیث بھی ذکر کی ہیں جن کے مطابق اسلام کا دور اول عروج کا زمانہ تھا پھر جوں جوں لوگ حضور ﷺ کے زمانہ سے دور ہوتے جائیں گے، اسلام سے بھی دور ہوتے جائیں گے، لیکن جب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور آئے گا تو مسلمانوں کو پھر عروج حاصل ہو گا: خير القرون قرني، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم[51]، أبشروا أبشروا إنما أمتي كالغيث، لا يدرى آخره خير أم أوله.--- أو كحديقة أطعم منها فوج عاما[52]۔[53]

2۔ اقتصادی مساوات

انسانی معاشرے کی ترقی یافتہ حالت میں اقتصادی مساوات کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اقتصادی مساوات سے متعلق کارل مارکس کے نظریے اور اسلام کے نظریے میں فرق یہ ہے کہ کارل مارکس اقتصادی مساوات بزور شمشیر اور غیر فطرتی اور مصنوعی طریقوں سے نافذ کرنے کا قائل ہے، جب کہ اسلام کے نزدیک یہ مساوات فرد کی روحانی تعلیم و تربیت اور اس کے دل میں دوسرے انسانوں کے لیے ہمدردی اور اخوت کے جذبات کی نشوونما سے خود بخود وجود میں آتی ہے۔[54]

قرآنی دلائل

اقتصادی مساوات سے متعلق اپنے دعوے کے ثبوت کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین نے یَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ﴾[55] لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾[56] ایسی آیات سے استدلال کرنے کے ساتھ ساتھ[57] إن في المال لحقا سوى الزكاة[58]، من كان معه فضل ظهر، فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد[59] وغیرہ احادیث سے بھی استدلال کیا ہے[60] کہ انسان کو اپنی حیاتیاتی اور جمالیاتی ضرورت سے زائد دولت خرچ کر دینا چاہیے اور اس پر جبر کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ہر انسان کو اس پر تیار کرنے کے لیے یہ حکم دیا گیا ہے، تاکہ اس کی طبیعت میں دوسروں کی ضروریات کا احساس اجاگر ہو سکے اور معاشرے میں استحصالی نظام کا خاتمہ ہو سکے۔

کارل مارکس کا قرآنی حقائق اور اسلام سے متعارض فلسفہ

کارل مارکس کے ان دو نظریات کی کچھ جزئیات کے علاوہ باقی نظریات اسلام اور قرآنی حقائق سے متصادم و متعارض ہیں۔ ڈاکٹر رفیع الدین لکھتے ہیں:

> انسانی مرحلہ کے ارتقا اور اقتصادی مساوات کے دو مجرد تصورات کے علاوہ مارکس کا باقی تمام فلسفہ اسلام کے اساسیات کے ساتھ متعارض ہوتا ہے۔ اور ان دو تصورات کی صداقت بھی مارکس کے فلسفہ میں آکر بری طرح سے مسخ ہو گئی ہے... نہ تو انسانی مرحلہ ارتقا اس طرح ہوتا ہے جس طرح مارکس نے فرض کیا ہے اور اقتصادی مساوات اس طریق سے قائم ہوتی ہے جس طریق سے مارکس اسے قائم کرنا چاہتا ہے۔[61]

میکاولی کا نظریۂ وطنیت

میکاولی کے نظریہ وطنیت میں چونکہ ریاست کی حفاظت اور ترقی انسان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے لہذا ضروری ہے کہ مذہب اور اخلاق اس کے ماتحت اس کے خدمت گزار بن کر رہیں۔ جب ریاست کے مفاد اس بات کا تقاضا کریں تو حکمران کے لیے جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ دغا، مکر، فریب، جھوٹ اور ظلم سے جس قدر چاہے کام لے۔[62] ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے اسلامی ریاست اور قومی ریاست کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسلامی ریاست کا باہمی اتحاد خدا کی محبت کی بنا پر، اس کا مفاد ساری نوعِ بشر کی خود شعوری کی تربیت اور اسلامی ریاست ایک مقصد (خدا) کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے، جب کہ اس کے برعکس قومی ریاست کا باہمی اتحاد وطن کی محبت، اس کا مفاد مادی اور اقتصادی اغراض کی تشفی اور وہ کسی اعلیٰ مقصد کے حصول کا ذریعہ نہیں ہوتی، بلکہ خود مقصود ہوتی ہے۔[63] ہر مسلمان خواہ وہ کسی مقام، رنگ، نسل، زبان اور رسوم و روایات سے تعلق رکھتا ہو اسلامی ریاست کا ویسا ہی معزز، باوقار اور بااختیار فرد بن جاتا ہے، جیسا کہ اس کو کوئی اور فرد۔ لہذا اسلامی ریاست مساوی فرائض اور حقوق کے حامل افراد کی ایک جماعت کی حیثیت سے تمام کرۂ ارضی تک حاوی ہو کر پھیل سکتی ہے، لیکن ایک قومی یا وطنی ریاست میں یہ صلاحیت نہیں۔[64] نیشنلزم کے اچھے پہلو کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نظریہ جماعت کے افراد کے اندر یکجہتی، اتحاد، تنظیم اور قربانی کے اوصاف پیدا کرتا ہے جس کی وجہ سے فوجی، اقتصادی اور سیاسی قوت ترقی کر جاتی ہے۔ یورپ کی ترقی اسی طرز عمل کی مرہونِ منت ہے۔

قرآنی دلائل

اس نظریے کی رد میں من جملہ باقی نظریات کے رد میں پیش کیے گئے قرآنی دلائل کے 6 آیات پیش کی گئی ہیں۔مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ[65]،قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[66] ،وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[67]،مِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ أَلْسِنَتِكُمْ وَأَلْوَانِكُمْ[68] وغیرہ آیات سے استدلال کیا ہے کہ انسان ایک وقت میں ایک ہی آدرش سے محبت کر سکتا ہے[69]؛ اسلام کے نزدیک خدا کی عبادت فقط کلمہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا نام نہیں، بلکہ مومن کی پوری زندگی ہی خدا کی عبادت ہے۔[70]؛ اسلام ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت کا متقاضی ہے، اور عقیدۂ توحید کی بنیاد پر ہی اسلامی ریاست کی بنیاد ہوتی ہے۔[71]

خلاصۂ بحث

"قرآن اور علمِ جدید" میں ڈاکٹر محمد رفیع الدین کا مطالعۂ قرآن دراصل اسلام کی جاذبیت اور کشش، جو کہ جدید فلسفیانہ نظریات کی بنا پر دھندلی سی ہو گئی تھی، کی بحالی کی کوشش تھا۔ ان کے ہاں جدید فلسفیانہ و سائنسی نظریات من کل الوجوہ باطل نہیں بلکہ ان کے کچھ پہلو قرآنی حقائق کے موافق ہیں اور کچھ مخالف۔ قرآن سے ہم آہنگ سائنسی حقائق در حقیقت آفاق اور انفس میں پائی جانے والی نشانیوں کو ظاہر کرتے ہیں ، جن کے دکھانے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔[72] انھوں نے ان سائنسی اور فلسفیانہ نظریات کے باطل پہلوؤں کی نشان دہی کر کے ان کا متبادل پیش کیا ہے۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین نے نہ صرف علامہ اقبال کی فکر کو آگے بڑھانے کی کوشش کی ہے بلکہ قرآنی علوم کی ایک نئی جہت کا بھی تعین کیا ہے۔ "قرآن اور علم جدید" میں مختلف دعاوی کے استدلال کے لیے تین سو پندرہ آیات ذکر کی گئی ہیں۔ اس کے انتساب سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کے ذریعے کون سے نظریات کے رد، تطہیر اور تصحیح کو قرآن کی روشنی میں موضوع بحث بنایا ہے! ان تمام نظریات میں غلطی اور درستی کا سبب اور بنیاد نظریہ کائنات کی غلطی اور درستی پر ہے۔ ان کے مطابق مسلمانوں کے جمود اور تذبذب کا سبب بے عملی نہیں بلکہ فلسفیانہ نظریات اور ان کی غلط تعبیر و تشریح ہے۔[73] اسلام کو عروج کی طرف لے جانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم بشدت تمام روحِ قرآن سے وابستہ رہتے ہوئے مغرب کے غلط فلسفیانہ تصورات کی تردید کریں۔ ان تمام فلسفوں کا رد مجملا قرآن کے اندر موجود ہے۔ محض قرآنی عبارتوں کو نقل کر کے ہم اغیار کو قائل نہیں کر سکتے، بلکہ ہر غلط فلسفے کے بارے میں قرآن کے موقف کو جدید معیاری، علمی اور عقلی استدلال کا جامہ پہنانا ہو گا۔[74] قرآن ہمیں ان تمام غلط فلسفیانہ تصورات کو دلیل اور علم کی روشنی سے غلط ثابت کرنے کے لیے کفایت کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ[75] "اس کتاب کے بعد کس بات پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔"[76] صحیح فلسفے کی بنیاد قرآن ہے، کیونکہ قرآن کا نازل کرنے والا حکیم ہے اور حکمت کو پسند کرتا ہے، قرآن بھی الحکیم[77] ہے۔ سلسلۂ قوانین عالم فقط قرآنی تصورِ کائنات سے ہی مطابقت رکھتا ہے۔[78]

References:

[1]. Dr. Rafī-ud-Dīn was a renowned Muslim scholar, thinker and philosopher, born in Jammu, State of Jammu & Kashmir in 1904. He passed intermediate in science, honours in Persian, Master in Arabic, Phd in Philosophy(1949) and D.Litt in Educational

Philosophy(1965). Commencing his career, he taught Arabic and Persian from Sri Partab College Srinagar (1927 to 1932) and Prince wales College Jammu(1933-1946). He was awarded the degree of Ph.D on his remarkable work titled "Ideology of the Future" by University of Punjab, Lahore in 1949. From 1945 to 1947 he served as principal in Sri *Kiran Singh* Inter College(now Post Graduate College) *Mīrpure Jammu & Kashmir*. From 1948 to 1953 he worked as research officer in Institute of Islamic Reconstruction and Institute of Islamic Culture. He remained director of Iqbal Academy Karachi from 1953 to 1965 He was honored with D.Litt. upon his contribution titled "First Principles of Education". He founded All Pakistan Islamic Education Congress in 1966 and carried out his work as its director. He was died in a fatal traffic accident in the age of 65 years in 1969 and was buried in Sialkot.

[2]. *Dr. Rafi-ud-Dīn* wrote this book during his stay at Institute of Islamic Culture. 8th edition of this book comprises of 583 pages with preface written by *Muzaffar Hussain* and *Naveed Ahmad*. Book is divided into two parts first part is challenge and the second one is *Jawāb e challenge*. According to Maulānā, Abdul Mājid Daryābādī the book is remarkable and unique in the subject matter among the other books based on solid logical and philosophical arguments(Maulānā, Abdul Mājid Daryābādī, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd; Abdul Mājid Daryaabadī kī Nazar mein,* Monthly Beidāri 3, No. 23(2005).). *Dr. Rafi-ud-Dīn* ascribed the book to the man of future who declared all ideologies the ignorance of ancient time except the ideology of the *Holy Quran.*

[3]. Charles Robert Darwin was an English biologist, naturalist and geologist. He presented his well-known theory of evolution in his book "On the Origin of Species".

[4]. William McDougall was British-born American renowned psychologist of 20th century, spent first part of his life in England and second in United States of America. His popularity is because of his theory of instinct.

[5]. Austrian neurologist and the founder of psychoanalysis.

[6]. Austrian medical doctor and psychotherapist and he was considered a founder of Individual psychology.

[7]. German philosopher, socialist and economist. He initiated his popular theory of socialism.

[8]. Italian historian, politician, diplomate and philosopher. He was founder of modern political science. He authored famous book on political science titled: "The Prince".

[9]. Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*(Lāhore: Dr. Rafī-ud-Dīn Foundation, 2016), 34-35.

[10]. Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 35.

[11] Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 73-76.

[12] Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 78.

[13]. Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 67-68.

[14] Al-Ambiyā, 21:18.

[15] See: Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 131.Second part of the book is its core part that covers more than four hundred pages.

[16]. See: Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 133-135.

[17] See: Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 135-136.

[18]Al-Fātiha, 1:1.

[19] See: Dr. Muhammad Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 144.

[20] .Al-Baqarah, 2:21.

[21].Al-Mo'minūn, 23:12.

[22]. Al-Dahr, 76:1-2.

[23].Hūd, 11:61.

[24]. Nūh, 71:13, 14 and 17.

[25]. Luqmān, 31:34, Al-Mu'minūn, 23:12, Al-Hijr, 15:28; Al-Sajdah, 32: 7-9.

[26] Al-ʻalaq, 96: 2.

[27] Nūh, 71:17.

[28] . Al-Nisā', 4:1.

[29] Al-Inshiqāq, 84: 16-20.

[30] Al-Saff, 61:9; Al-Mā'idah, 5:3; Al-Isrā', 17:79; Al-Tahrīm, 66:8.

[31]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd,* 162-163.

[32] .Al-Infitār, 82: 6-8.

[33] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd,* 219.

[34] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd,* 220.

[35]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd,* 220-236.

[36]. Al-Rūm, 30:30.

[37] Al-Zāriyāt, 51:56.

[38] . Al-Aʻrāf, 7: 172.

[39]. The id is the source of all psychic energy, making it the primary component of personality. The ego develops from the id and ensures that the impulses of the id can be expressed in a manner acceptable in the real world. The super-ego refers to the internalization of cultural rules, mainly taught by parents applying their guidance and influence.(Schacter Daniel. Psychology(New York: Worth Publishers), 418, Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd,* 329.)

[40] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd,* 332.

[41]. Al-Raʻd, 13:28.

[42]. Al-Zāriyāt, 51:56.

[43].Al-Infitār, 82: 10-12.

[44]. Al-Isra', 17:13-14.

[45]. Al-Kahf, 18:49.

[46]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 328-331.

[47] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 51, 52.

[48].Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 397.

[49]. Al-Inshiqāq, 84:16-20.

[50]. Al-Saff, 61:9.

[51].The actual words of Sahih Bukhari are: "خير الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم---
(Bukhari, Muhammad bin Ismā'il, Al-Sahih, Kitab al Shahādat, Bab: La yushhadu 'ala Shahadati Jur 'iza Ushhida, Hadīth: 2652).

[52]. Muhammd bin Abdullah al-Khatīb, Mishkat al- Masābīh(Beirut: Al-maktab al-Islami)3:1770.). According to Ibn e Hajar, this hadith is *hasan* and owing to several chains it is considered to be Sahih.(Ahmad bin 'ali bin Hajar 'asqalānī, Fath ul Bari Sharh Sahih AL-Bukhārī (Beirut: Darul Ma'rifah, 1379 A.H.), 7:6.

[53] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 401, 406.

[54]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 410.

[55] Al-Baqarah, 2:219.

[56]. 'al Imrān, 3:92, Al-Humazah, 104:1-3.

[57] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 416-419.

[58].Muhammad bin 'isa Tirmizi, Sunan al Tirmizi, Abwāb Al-Zakāh, Bāb Mā Jā' 'anna fi al-Mali Haqqān Siwa Al-Zakāh, Hadīth No. 659.

[59]. Muslim bin Hajjāj Al-Qushairī, Al-Sahih, ed. Fu'ād Abdul- Bāqī, Kitab Al-Hudud, Bāb 'istihbab Al-Mu'asāt bi, fudhul Al-Māl, Hadīth No. 1728.

[60]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 417.

[61]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 501.

[62]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 56.

[63]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 571-572.

[64]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 570.

[65]. Al-Ahzāb, 33:4.

[66]. Al-Ahzāb, 33:4.

[67]. Al-Hujurāt, 49: 13.

[68]. Al-Rum, 30:22.

[69] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 567- 568.

[70]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 572.

[71] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 578-579.

[72]. It is as accord with the verse: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ :بمقتضائے آیت Hā Mīm Al-Sajdah, 41:53.

[73].Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 13-14.

[74].Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 15-16 .

[75].Al-Mursalāt, 77: 50.

[76] Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 79.

[77]. Yāsīn, 36: 2.

[78]. Rafī-ud-Dīn, *Qur'ān aur 'Ilm-i-Jadīd*, 101, 107, 108.